خواتین کے لیے درس قرآن ڈاٹ کام کا آن لائن میگزین

ای میگزین

پیامِ حیاء

ربیع الاول 2023

دوسرا ایڈیشن

شمارہ نمبر 31

پیامِ حیا میگزین کے لیے تحریر کیسے بھیجیں؟

- ان پیج فائل/ ورڈ فائل بھیجیں۔
- پی ڈی ایف بھیجیں۔
- ایک صاف کاغذ پر خوشخط تحریر لکھیں اور اسکی واضح تصویر لے کر بھیجیں۔

پیامِ حیا کی تحریر کہاں بھیجیں:

ای میل ایڈریس پر بھیجیں۔

payamehaya@darsequran.com

واٹس ایپ نمبر پر میسج کریں۔

00923132127970

کسی بھی موضوع پر کہانی مضمون لکھ سکتے ہیں۔ مستقل سلسلے جیسے حمد و نعت، اقوال زریں، معلومات عامہ، نظم، صحت اور بیوٹی ٹپس، ٹیکنالوجی اور اپنی رائے کے لیے بھی تحریریں ارسال کر سکتے ہیں۔

اپنا اور شہر کا نام ضرور واضح کریں۔

فہرست:

مضامین	صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
قرآن وحدیث	4	جمال مصطفیٰ ﷺ کی ایک جھلک	12
نعتِ رسول ﷺ (ریحانہ اعجاز)	5	آپ ﷺ کے دم سے ہے کائنات میں رنگ (ظہرین حسنین)	13
بعثتِ نبوی ﷺ کے تین مقاصد (مفتی محمد زبیر عثمانی صاحب)	6	نبی کریم ﷺ بطور داعی و مبلغ ۲ (عبدالصبور شاکر فاروقی)	14
ماہِ ربیع الاول کے حوالے سے ایک ضروری گزارش (مولانا زاہد الراشدی صاحب)	7	رحمۃللعالمین ﷺ (میمونہ محمد عظیم)	17
اے نبی پیارے نبی ﷺ (حریم)	8	جشن یا مشن (عاتکہ مشتاق)	18
حضور ﷺ کا شجرہ نسب اور حالات زندگی (فاطمہ سعید الرحمن)	9	حُب رسول ﷺ کے تقاضے (رباب عبدالوہاب)	19
ایک ایسا چراغ جسکی روشنی بے داغ (نصیر احمد)	10	عید میلاد النبی ﷺ کی حیثیت قرآن حدیث وتاریخ کی روشنی میں (نازیہ خلیل)	20
میری سنتوں پر عمل کرو	11	آپ کا تبصرہ	22

Published at:
www.Darsequran.com
Editorial Address:
payamehaya@darsequran.com

پیام حیاء ٹیم:
مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب
ایڈمن وایڈیٹر: فاطمہ سعید الرحمن
معاونات: سیمار ضوان۔ عمارہ فہیم
ناجیہ شعیب احمد۔ عذرا خالد

القرآن

ترجمہ: اور رسول جو کچھ تمہیں عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں (اس سے) باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

(سورہ حشر:۷)

الحدیث

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے (مقرر کئے ہوئے) امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔“

(صحیح بخاری:7137)

نعت رسول ﷺ

ہے جدا سب سے اصالت آپ ﷺ کی
دل میں ہر اک کے محبت آپ ﷺ کی

جو محمد ﷺ کا ذکر دل سے کرے
اس پہ ہر دم برسے رحمت آپ ﷺ کی

مصطفی ﷺ کے در سے جو بھی مانگ لے
بھر دے ہر دامن سخاوت آپ ﷺ کی

دے مجھے توفیق ایسی رب مرا
میں کروں ہر دم اطاعت آپ ﷺ کی

ہے تمنا میرے دل میں ایک ہی
کاش ممکن ہو زیارت آپ ﷺ کی

ہے تسلی بھی یقیں بھی ہے مجھے
حشر میں ہو گی شفاعت آپ ﷺ کی

ہے دعا ریحانہ کی اتنی فقط
ہو ہمیشہ دل میں چاہت آپ ﷺ کی

ریحانہ اعجاز

بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین مقاصد

مفتی محمد زبیر اشرف عثمانی صاحب

(درس قرآن ڈاٹ کام پر ریکارڈ کئے گئے بیان کا خلاصہ از عمارہ فہیم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا میں بھیجنے کے تین مقاصد بیان کیے گئے ہیں یعنی مقاصد بعثت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیا ہیں؟ کیا کام دے کر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجا؟

1- ھُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ اللہ وہ ہے جس نے بھیجا ان لوگوں میں جن کے پاس تعلیم نہیں تھی کیونکہ یہ عرب قوم جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی بالکل غیر تعلیم یافتہ تھی، ایک دوسرے کو قتل کرنا ایک دوسرے کو مارنا یہ ان کا کام تھا، دوسرے کا مال ہڑپ کر جانا، دوسرے کو لوٹ لینا، یہ ان کا کام تھا۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے بھیجا امیین میں رَسُوۡلًا مِّنۡھُمۡ انہی کی قوم میں سے ایک رسول کو یَتۡلُوۡا عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتِہٖ پہلا کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ آپ انکے سامنے قرآن پاک کی آیات کو تلاوت کریں تلاوت سکھلائیں۔ وَیُزَکِّیۡھِمۡ اور لوگوں کا تزکیہ کریں ان کی تربیت کریں یعنی قرآن پاک پڑھنا الگ چیز ہے اور تربیت الگ چیز ہے وَیُعَلِّمُھُمُ الۡکِتٰبَ اور قرآن پاک کی تعلیم دی۔ تعلیم دینے کے مطلب بھی سکھائے صرف تلاوت نہیں تلاوت کی وہ الگ چیز ہے، تربیت کی وہ الگ چیز ہے اور تعلیم دی قرآن پاک کے مطلب بتائے کہ قرآن پاک کا مطلب یہ ہے وَالۡحِکۡمَۃَ- حکمت کا قرآن ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث کے ذریعے سے قرآن کریم کی تعلیم دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات، آپ کے اقوال، آپ کے افعال، آپ کے اعمال یہ سارے مل کر حدیث بن جاتی ہے جو آپ نے لوگوں کو حکم دیا، جو آپ نے لوگوں کو فرمایا۔ آپ کے سامنے کسی نے کوئی کام کیا آپ نے فرمایا یہ ٹھیک ہے آپ نے منع نہیں کیا یہ سب ٹھیک ہے۔

یہ تین کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں جو اللہ ربّ العزت نے مقاصد بعثت بیان فرمائے وہ یہ تین ہیں۔

1- تلاوت کلام پاک (قران پاک پڑھ کر سکھانا)

2- تعلیم کتاب اللہ (کتاب اللہ کی تعلیم دینا یعنی قرآن پاک کے مطالب سکھانا، قرآن پاک کا ترجمے کے ساتھ اس کے معنی سکھانا)

3- تزکیہ یعنی صرف تعلیم نہیں (آج ہمارے ہاں سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہم اپنے بچوں کو صرف تعلیم دیتے ہیں تربیت نہیں دیتے۔

ماہ ربیع الاول
کے حوالے سے ایک ضروری گزارش

حضرت مولانا علامہ زاہد الراشدی صاحب

ربیع الاول کے مہینہ میں عام طور پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے حوالہ سے ان کے حالات اور تعلیمات کے تذکرہ کیلئے باقی سال کی بہ نسبت زیادہ اہتمام کے ساتھ مجالس و محافل کا انعقاد ہوتا ہے جس کا کسی شرعی ضابطہ اور اصول سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن چونکہ دوسری اقوام میں اپنے پیشواؤں کے دن منانے اور مخصوص ایام میں انہیں اہتمام کے ساتھ یاد کرنے کا سلسلہ موجود ہے اس لیے ان کی دیکھا دیکھی ہمارے ہاں بھی یہ رسم عام ہوتی جا رہی ہے اور کچھ حلقوں کی بے جا ضد کے باعث رسم و روایت سے بڑھ کر اس حوالہ سے بہت سے امور ثواب و اجر کے نام پر بدعات کی شکل بھی اختیار کر گئے ہیں جن سے علماء حق نے نہ صرف ہمیشہ خود گریز کیا ہے بلکہ عام مسلمانوں کو بھی وہ اس کے نقصانات و مضمرات سے آگاہ کرتے رہتے ہیں۔

ان مجالس و محافل کا سلسلہ ربیع الاول کے بعد ربیع الثانی میں بھی جاری رہتا ہے اور اصطلاحات کے فرق کے ساتھ کم و بیش سبھی مکاتب فکر کسی نہ کسی عنوان کے ساتھ اس عمل میں شریک ہیں، جہاں تک جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مبارکہ، سیرت طیبہ، سنن مقدسہ اور شمائل و خصائل کا تعلق ہے اس میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ ان کا تذکرہ نہ صرف ثواب و اجر اور برکت و رحمت کا باعث ہے بلکہ یہ ہماری دینی ضروریات میں سے ہے کیونکہ ہم ''اسوہ حسنہ'' کے طور پر زندگی کے ہر لمحہ اور ہر کام میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرنے اور ان کا طریقہ و سنت معلوم کر کے اس کے مطابق عمل کرنے کے پابند ہیں لیکن اگر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ یاد اور ان کے حالات و فضائل کا تذکرہ مروجہ خود ساختہ طریقوں کی بجائے حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ کے سادہ اور بے تکلفانہ طریقوں کے مطابق ہو تو یقیناً کہیں زیادہ برکات و فیوض اور اجر و ثواب کا باعث ہو گا، اس کے ساتھ ہی اگر آج کے حالات کے تناظر میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات و تعلیمات اور احوال مبارکہ کو زیادہ اہمیت کے ساتھ اجاگر کیا جائے جن کا ہمارے موجودہ احوال و ظروف اور مشکلات و مسائل کے ساتھ تعلق ہے تو اس سے برکات و فیوض اور اجر و ثواب کے ساتھ ساتھ راہنمائی کے نئے افق بھی سامنے آئیں گے اور مغرب کی فکری اور تہذیبی یلغار کے اس دور میں سب سے زیادہ ضرورت بھی اسی بات کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور حضرات صحابہ کرامؓ بالخصوص خلفاء راشدینؓ کے حالات مبارکہ کا موجودہ عالمی صورت حال کے تناظر میں از سر نو مطالعہ کر کے آج کے ملی، قومی اور عالمی مسائل کا ان کی روشنی میں حل پیش کیا جائے اور سیرت طیبہ اور تعامل صحابہؓ کے دائرہ میں امت کی نئی نسل کی فکری راہنمائی کی طرف خصوصی توجہ دی جائے، مثال کے طور پر آج کی عالمی تہذیب

کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ جدید تہذیب ہے، اپٹوڈیٹ کلچر ہے اور ترقی یافتہ ثقافت ہے لیکن جب یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ اس میں نئی بات کون سی ہے؟ تو اس کا کہیں سے کوئی جواب سامنے نہیں آتا کیونکہ اس تہذیب کی بنیاد سوسائٹی کی مادر پدر آزاد خواہشات پر ہے اور اس کے ثمرات ونتائج کے طور پر (۱) رقص وسرور (۲) عریانی وفحاشی (۳) زنا ولواطت (۴) اباحیت مطلقہ (۵) کہانت ونجوم (٦) سود (۷) جوأ (۸) نسلی برتری (۹) مذہب بیزاری (۱۰) خدافراموشی (۱۱) جبر واستحصال (۱۲) اور معاشی بالادستی کے جو عملی مظاہر ومناظر انسانی سوسائٹی میں عام ہو رہے ہیں ان میں سے کوئی بات بھی ایسی نہیں ہے

جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل موجود نہیں تھی اور جسے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے خطبہ میں ”کل أمر الجاھلیۃ تحت قدمی“ کے باطل شکن اعلان کے ساتھ ختم کرنے کا اعلان نہیں کر دیا تھا مگر یہ آج کی مغربی تہذیب وثقافت کے دجل وفریب کی انتہاء ہے کہ اسی پرانی جاہلی ثقافت اور آؤٹ آف ڈیٹ کلچر کو ایک بار پھر جھاڑ پھونک کر اور اس کا از سر نو میک اپ کر کے اسے جدید تہذیب اور اپٹوڈیٹ کلچر کے عنوان کے ساتھ نمائش میں لگا دیا گیا ہے۔ اس قسم کے بیسیوں موضوعات ہیں جن کے حوالہ سے مغربی فکر وفلسفہ کی فریبکاریوں کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور سنت مبارکہ کی روشنی میں بے نقاب کرنے کی ضرورت ہے اور ہمارے نزدیک آج کے دور میں سیرت نبویؐ کے ضمن میں یہ ہمارے علمی ودینی حلقوں اور مراکز کی سب سے اہم ذمہ داری ہے۔

ہم سیرت نبویؐ کے تذکرہ وبیان سے دلچسپی رکھنے والے دوستوں سے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس طرف خصوصی توجہ دیں اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وسیرت کی روشنی میں آج کی نئی نسل کی فکری اور تہذیبی راہنمائی کے تقاضوں کو باقی تمام معاملات پر ترجیح دیں۔

(ماہنامہ نصرت العلوم، جون 2003ء)

اے نبی پیارے نبی ﷺ

حریم

اے نبی پیارے نبی
سوچتی ہو جب کبھی
کہ میں بھی ہو آپکی امتی
آنکھیں ہوتی ہے یہ نم
جب بھی سوچتی ہو تصور
وہ سبز گنبد وہ روزے کی جالیاں
دیکھو گی میں بھی کبھی
اے نبی پیارے نبی
اک حسرت ہے سینے میں کہ دیدار ہو اپکا نصیب
پر کہاں میں گنہگار کہاں آپکی ذات اقدس
پر امید ہے ہوگی اک ملاقات
کرنی ہیں بہت سی باتیں آپ سے
اس دل اک خواہش ہے مل جائے
مدفن آپکے سایہ اقدس میں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شجرہ نسب اور حالات زندگی

فاطمہ سعید الرحمن

محمد

ﷺ بن عبد اللہ بن

عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف بن قُصّی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانۃ بن خزیمۃ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اُداد بن مقوم بن ناہور بن طیرہ بن یعروب بن یشجوب بن نعبت بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن تعرتح (آزر) بن ناہور بن سعروغ بن راعو بن فالخ بن ابیر بن شعلِک بن ارفخشض بن سام بن نوح (علیہ السلام) بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ (ادریس علیہ السلام) بن یارد بن مہلیل بن قینان بن یعنش بن شیت بن آدم (علیہ السلام) (سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابن ہشام رحمہ اللہ)

آپ ﷺ نہایت خوبصورت، امین، صادق، بااخلاق، شیریں گفتار، درمیانہ قد تھے اور رنگ گورا تھا آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی۔

آپ ﷺ نے پہلی شادی سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے کی جو بیوہ تھیں۔ شادی کے وقت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر 40 سال اور آپ ﷺ کی عمر 25 سال تھی آپ ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک کسی دوسری خاتون سے شادی نہیں کی اور اپنی جوانی کے تقریباً 25 سال صرف ایک ہی بیوی کی رفاقت میں گذار دیئے۔ ان سے قاسم، زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ اور عبد اللہ رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ سب بچوں کا انتقال آپ ﷺ کی زندگی میں ہی ہو گیا تھا۔

فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات آپ ﷺ کے انتقال کے 6 ماہ بعد ہوئی۔ آپ ﷺ کی عمر جب 40 سال کی ہوئی تو آپ ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہوا اور اسکے بعد آپ ﷺ نے تبلیغِ دین کا کام شروع کیا جو 23 سال جاری رہا۔ آپ ﷺ نے 63 سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں بروز پیر 12 ربیع الاول 11 ھ میں وفات پائی۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى نَبِيِّكَ اِوَحَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

ایک ایسا چراغ جس کی روشنی بے داغ

نصیر احمد سہتو، ٹھارو شاہ، نوشہرو فیروز سندھ

دنیا کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو اس دنیا میں بڑے بڑے مصلح آئے، جگہ جگہ، بستی بستی، قریہ قریہ میں آئے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ آئے اور چلے گئے، لیکن ایک شخصیت اور عظیم المرتبت شخصیت جو فقط آنے کے لے ہی آئی اور ایسے چھائی کہ جس کی چمک سے دنیا جو پہلے اندھیروں اور ظلمتوں کا مرکز تھی، اسکی لائی ہوئی روشنی سے معمور ہو گئی۔ جاننے والے جانتے ہیں کہ ان سے پہلے پوری دنیا کا عالم کیا تھا اور کیسا تھا؟ ظلم وعداوت ہو یا سفاکی اور جہالت، انسانیت کش افعال ہوں یا بے دینی۔ تو اب ایسے حالات کا تقاضا یہ تھا کہ کوئی آئے جو انسان کو اس بربریت سے نجات دلائے، دنیا کو امن کا گہوارہ بنائے، تاریکیوں کو روشنی میں بدلے، انسان کو اپنا بھولا بسرا سبق یاد دلائے، انسان کو انسان بنائے، اس کو جہالت کے گہرے گھڑوں سے نکالنے اور عروج وترقی کا باضمانت عملی سبق دے۔ تو ربِ ذوالجلال نے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے آخر میں عالمِ قدس سے عالمِ امکان میں مکہ کے صحراؤں اور ریگستانوں میں شاہِ حرم، جگر گوشۂ آمنہ حضور پر نور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ربیع الاول کے مہینہ میں جلوہ فروز فرمایا۔

آپ ﷺ کے آنے سے لادینیت، مجوسیت، یہودیت کے محل پاش پاش ہو گئے، آفتابِ ہدایت کی شعائیں چار دانگ عالم میں پھیل گئیں، بشر الک یا آمنہ کی صدائیں گونجنے لگیں۔ عرب کے دستور کے مطابق قبیلہ ہوازن کی ایک خوش نصیب عورت بی بی حلیمہ سعدیہ نے آکر اس یتیم بچے سے اپنی گود کو زینت بخشی۔ آپ ﷺ نے کئی سال حلیمہ سعدیہ کی پرورش میں بسر کیے۔ چھ برس میں آپ کو اپنی امی جان کے فراق کا گہرا صدمہ پہنچا۔

آپ ﷺ بچپن سے ہی کمالات سے معمور تھے، بچپن میں آپ ﷺ کا کھیل کود تو بچوں کے ساتھ ہوا کرتا تھا، لیکن آپ چال چلن، آداب واخلاق، بول چال میں سب سے نمایاں تھے۔

آپ ﷺ کی امانت لوگوں کے سامنے عیاں ہوئی تو بڑے بڑے لوگوں نے بھی اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھوائیں۔ پھر یوں ہوا کہ عمر کے ساتھ ساتھ آپ کی قدر ومنزلت بھی بڑھنے لگی، کیوں کہ یہ قدرت کی طرف سے ایک ایسا چراغ ہے، جس کی روشنی بے داغ ہے اور جس کی روشنی سے دنیا کو چمکنا ہے۔

آپ ﷺ چھوٹی عمر میں لوگوں کے فیصل بن گئے تھے، ایک کالے پتھر حجر اسود کے لیے جو خون کی ندیاں بہنے والی تھیں، آپ ﷺ نے آکر اس طوفان کا رخ ہی پلٹ کر رکھ دیا، گویا آپ ﷺ نے بتا دیا کہ اب سیاہ ماضی کی

طرح لڑنالڑانا، ظلم وعداوت اور خیانت وغیرہ نہیں چلے گی، اب ایک روشن جہان کی طرف گامزن ہونا ہے۔یوں وقت گزرتا رہا پھر اعلانیہ حکم آیا کہ میدان میں نکل کر اعلائے کلمۃ اللہ کا جھنڈا لہرانا ہے، کام تو بڑا کٹھن تھا، توحید کا کلمہ تنِ تنہا بلند کرنا، غیر اللہ سے ان لوگوں کو روکنا جو اپنے آباء واجداد کے دین پر بڑی ہٹ دھرمی کے ساتھ جمے ہوئے تھے۔بہر حال یہ ایک بڑا مشکل کام تھا، لیکن حاکم کا حکم آچکا تھا، آپ توکل علی اللہ اپنے مقصد کو لیکر آگے بڑھے، چلتے راستے میں بڑی مشکل گھاٹیاں گزرتی گئیں، اب تو اپنے بھی بیگانے ہوگئے، دوست دشمن بن گئے، مگر آپ ان باتوں کی پرواہ کیے بغیر چلتے جارہے ہیں، کیوں کہ یہ ایک ایسا چراغ ہے، جس کی روشنی بے داغ ہے۔

کچھ وقت کے بعد آپ کی تبلیغ نے کچھ کامل فہم لوگوں پر اثر ڈالا، ان کی زندگیوں کو بدل دیا، اسلام کے دامن سے لبریز ہو کر آپ کے ہم سفر اور ہم مشن بنے۔ آپ کے ساتھ مل کر مکہ کے صحراؤں اور ریگستانوں اور گلیوں اور کوچوں میں نکل پڑے، اب انقلاب آیا، بت پرستی تہس نہس ہوگئی، توحید کا غلغلہ اٹھا۔اب تک جو دین، چند افراد پر مشتمل تھا اور ایک مکان تک محدود تھا، اب مکہ، مدینہ کے کونوں سے باہر نکل کر قیصر وکسریٰ کے محلوں میں مشرق ومغرب، جنوب وشمال میں پہنچ گیا، اس لیے کہ یہ ایک ایسا چراغ ہے، جس کی روشنی بے داغ ہے۔اب جو دین چلے گا وہ آمنہ کے لختِ جگر گوشۂ آمنہ حضور پر نور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین چلے گا۔روزِ قیامت تک وہ ہی دین باقی رہے گا اور اسی کا نام رہے گا، کیوں کہ وہ ایک ایسا چراغ ہے، جس کی روشنی بے داغ ہے۔

سلام اس پر مٹا ڈالے اندھیرے جس نے وحشت کے
جہانِ رنگ وبو جس کی تجلی سے ہے نورانی

میری سنتوں پر عمل کرو

عشاء کی نماز کے بعد بلا ضرورت دنیوی باتیں کرنا منع ہیں۔(الترغیب)

اندھیری رات ہو روشنی کا انتظام نہ ہو تب بھی مسجد میں جاکر نماز عشاء ادا کرنا موجب بشارت ہے۔(ابن ماجہ)

ہر فرض نماز کو جماعت کے ساتھ تکبیر اولی کے ساتھ ادا کرنا۔ (الترغیب)

جو شخص 40 رات عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ تکبیر اولی سے ادا کرے تو اس کے لیے دوزخ سے برأت لکھ دی جاتا ہے۔(ابن ماجہ)

وتروں کی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد "سورۃ الاعلی" اور دوسری رکعت میں "سورہ الکافرون" اور تیسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھنا۔(ابوداؤد)

اس عمل کو کبھی کبھی چھوڑ دیا کریں۔

وتر کی نماز سے فارغ ہو کر تین مرتبہ آواز کے ساتھ "سبحان الملک القدوس" پڑھنا تیسری مرتبہ ذرا کھینچ کر پڑھنا۔(مشکواۃ)

(علیکم بسنتی حضرت مولانا مفتی عبدالحکیم

جمالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک جھلک

سر مبارک

مناسب بڑا تھا

بال مبارک

سیاہ نہ بالکل سیدھے نہ بالکل گھنگریالے بلکہ کسی قدر مڑے ہوئے۔

زلفوں کی مقدار

کان یا نصف کان تک، کبھی کندھے کے قریب تک اور کبھی کندھوں تک

زلفوں کا انداز

آسانی سے مانگ نکلتی تو نکال لیتے

رنگ مبارک

نہایت چمک دار، سفید سرخی مائل ایسی چمک دمک جس میں گندمی رنگ تھا

پیشانی مبارک

کشادہ تھی

بھویں (ابرو)

خمدار باریک اور گنجان ایک دوسرے سے جدا تھیں

مبارک آنکھیں

بڑی بڑی۔ انکھوں کی پتلی سیاہ تھی۔ انکھوں کی سفیدی میں سرخ ڈورے پڑے ہوئے تھے

ناک مبارک

بلندی مائل، قدرے طویل ناک مبارک پر ایک چمک تھی

رخسار مبارک

مناسب ابھرے ہوئے اور نرم سفید سرخی مائل تھے

چہرہ انور

چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا ہوا، قدرے گولائی میں تھا۔

منہ مبارک

اعتدال کے ساتھ فراخ تھا۔

داڑھی مبارک

گھنی اور گنجان تھی۔

پلکیں مبارک

دارز تھیں۔

دندان مبارک

روشن چمک دار، دانتوں کے درمیان مناسب فاصلہ تھا۔

مسکراہٹ

بہت زیادہ مسکرانے والے، دوران مسکراہٹ نوکیلے واضح ہو جاتے۔

گردن مبارک

نہایت خوبصورت اور لمبی، رنگ میں چاندی جیسی صاف وشفاف تھی۔

(ماخوذ شمائل ترمزی: 7، 225)

نبی ﷺ کے دم سے ہے کائنات میں رنگ!

ظہیرن حسنین

بے شک! محمدؐ ﷺ کے لیے یہ دنیا مبعوث فرمائی گئی ہے۔ اللہ نے خود سورہ الانشراح میں فرمایا ہے کہ: "ورفعنالک ذکرک "یعنی ہم نے آپ کا ذکر بلند کیا۔

سبحان اللہ! میرے پیارے آقا ﷺ کے نوری چہرے کی کیا ہی بات ہے۔ اس نورانی نور سے ہی ساری کائنات کا منظر پرنور ہے۔

تاجدارِ ختمِ نبوت ﷺ کے سردار کے بلند و بالا کردار و اخلاق کی مثالوں سے کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ سب سے بڑھ کر قرآن پاک جیسی عظیم کتاب جو کہ دونوں جہانوں کے محبوب ﷺ کی شان میں نازل فرمائی گئی۔ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ: "سارا قرآن ہی حضرت محمد ﷺ کی شخصیت کا عملی نمونہ ہے"۔

چنانچہ جسے شہنشاہِ نبوت کو دیکھنا ہو وہ قرآن شریف کو دیکھ لے۔ اللہ اکبر!

دنیاوی معاملات میں میرے نبی جیسا سخی، انصاف پسند اور صادق و امین کوئی نہ تھا۔ دوست واحباب ہوں یا جنبی۔ آپ کی دیانتداری وایمانداری کے قصے کونے کونے اور چپے چپے میں روشن مثال کی طرح چمکتے رہتے تھے۔ دین کے اعتبار سے ختمِ رسل ﷺ کو جتنے بھی اختیارات و کمالات سے نوازا گیا وہ گزرے ہوئے انبیا کرام میں سے کسی کو نہیں دیے گئے۔ رب العزت نے خود اپنے محبوب کے لیے فرمایا ہے کہ: "اللہ اور اس کے فرشتے دن رات اپنے محبوب پر درود و سلام بھیجتے ہیں"

میرے سوہنے سوہنے مدنی مکی آقا ﷺ اتنے شفیق تھے کہ بلی کے بچے کو بھی پیار فرماتے۔ مساوات اور بھائی چارگی قائم کرنے کے لیے مہاجر و انصار کے ساتھ معیانہ روی کا مظاہرہ فرمایا۔ اسلام کی تبلیغ کے لیے اپنے علم، عمل اور صداقت سے لوگوں کے دلوں کو فتح کیا۔ گھر والوں کے ساتھ ہمیشہ عدل وانصاف سے کام لیا۔ پڑوسیوں اور رشتے داروں میں ان کی ضروریات کا خیال رکھا۔ جانی دشمنوں سے بھی کبھی اپنے نفس کے لیے بدلہ نہیں لیا بلکہ اللہ کی رضا کے لیے ان کو معاف فرمایا۔ ان کے حق میں ہدایت کی دعا فرمایا ان کے خلاف جنگ کا اعلان فرمایا۔

ایک سچا اور پکا مومن ہونے کی حیثیت سے ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم اپنے آخری نبی پاک ﷺ کی سنت کی پیروی کریں۔ ان کی دی گئی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر زندگی گزارنے کی دل و جان سے کوشش کریں۔ ان کی شان و عظمت اور ناموس کے لیے اپنے قلم کی طاقت کو استعمال کریں۔ ہم جس جگہ جس طرح بھی اپنی ذمہ داری انجام دینے کے اہل ہوں اس اہم فریضے کی ادائیگی کو اپنی دین و دنیا کی سربلندی اور سرخروئی کا ذریعہ بنائے رکھیں۔ آمین

نبی کریم ﷺ بطور داعی و مبلغ

قسط ۲

عبدالصبور شاکر فاروقی

آپ ﷺ کی شکایت لے کر جب عتبہ وفدِ مشرکین کے ہمراہ خواجہ ابو طالب کے پاس پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایسے پرکشش مگر ٹھوس انداز میں اپنا موقف بیان کیا کہ انھیں نہ صرف ناکام ونامراد لوٹنا پڑا، بلکہ عتبہ نے شرک کے سرغنوں کو آئندہ حضرت محمد ﷺ سے پنگا نہ لینے اور شرارتوں سے باز رہنے کا مشورہ دیا۔

نبی کریم ﷺ نے انھیں بار بار اپنی قریبی چیزوں یعنی زمین و آسمان، پہاڑ، سورج، چاند، ستاروں، گردش ایام اور اونٹ وغیرہ میں غور وفکر کرنے کی دعوت دی۔ یہ سمجھانا اتنا ناصحانہ اور سادہ انداز میں ہوتا تھا کہ اس کی حقانیت سے یا تو کوئی مخبوط الحواس شخص انکار کر سکتا یا ڈھیٹ اور متکبر۔ کسی عقل مند انسان کے لیے انکار کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی تھی۔ حتی کہ سینکڑوں میل دور بیٹھے ہرقل اور نجاشی نے جب یہ دلائل سنے تو وہ تعریف کرنے پر مجبور ہوگئے۔

نبی کریم ﷺ کو اپنی دعوت کے دائرہ کار کا بخوبی علم تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: انا خاتم النبیین، لا نبی بعدی۔ میں تمام نبیوں سے آخر میں آیا ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اللہ تعالی نے آپ سے فرمایا: ''ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اسی لیے جب آپ علیہ السلام نے ایک صحابی کے ہاتھ میں تورات کے کاغذ دیکھے تو سخت ناراض ہوئے۔ کہ جب میری شریعت آگئی تو اب گزشتہ انبیاء سے سیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔ ظاہر ہے، سورج کی روشنی ہوتے ہوئے مٹی کے دِیے کیوں جلائے جائیں؟

بلاشبہ خاتم النبیین پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم خاتم الحکمۃ بھی ہیں۔ آپ وہاں سے دیکھتے تھے جہاں سے کوئی دوسرا شخص سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ مثلاً ایک دیہاتی مسجد نبوی میں قضائے حاجت کرنے لگا۔ صحابہ کرام اسے مارنے کے لیے دوڑے، لیکن آپ نے منع فرمادیا کہ پیشاب کرتے ہوئے کو مت چھیڑو۔ وہ اس عمل سے اتنا متاثر ہوا کہ اپنے سارے خاندان سمیت حاضر ہو کر مسلمان ہوگیا۔ اسی طرح مقصد اصلی دعوت کی بقا کے لیے مدینہ منورہ میں وارد ہوتے ہی وہاں کی بڑی طاقت یہود سے معاہدہ کرلیا تا کہ وہ روڑے نہ اٹکائیں۔ صلح حدیبیہ بھی آپ کی بصیرت وفراست کی عظیم مثال ہے۔ آپ جانتے تھے کہ غرور و تکبر کے ماتے خود ہی اس صلح کی زنجیریں توڑ دیں گے۔ جب تک ہمیں سکون سے اپنا مقصد پورا کرنے کا موقع مل جائے گا۔ اگر صلح نہ بھی ٹوٹتی تو مسلمان سکون سے کاردعوت سرانجام دیتے رہتے اور اپنی آبادی بڑھاتے رہتے۔ صلح ٹوٹی تو مکہ فتح کرنے کی راہ ہموار ہوگئی۔ غرض دونوں صورتوں میں فائدہ اہل ایمان ہی کا تھا۔ اسی طرح مدینہ منورہ میں آباد منافقین مثلاً عبداللہ بن ابی وغیرہ کو

باوجود ان کی شرارتوں کے کچھ نہ کہا۔ کیوں کہ آپ کو پتا تھا کہ ان کی اولادیں مسلمان ہیں اور یہ خود چلے ہوئے کارتوس ہیں۔ آج نہیں تو کل یہ اپنی موت آپ مر جائیں گے۔ ان سے ان سے تعرض کی کوئی ضرورت نہیں۔

آپ اپنے زمانے حالات اور تقاضوں سے مکمل باخبر تھے۔ آپ کے دور میں فصاحت و بلاغت کو دانش مندی کی معراج سمجھا جاتا تھا۔ خطیب اور شعرا کی حوصلہ افزائی ہوتی تھی۔ آپ علیہ السلام نے بھی حضرت قیس بن سعد اور حضرت حسان بن ثابت کی شکل میں اپنے شعرا و خطبا کفار کے سامنے پیش کیے۔ یہود تک دین پہنچانے اور سفارتی تعلقات قائم کرنے کے لیے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو عبرانی زبان سیکھنے کا حکم فرمایا۔

نبی کریم ﷺ کی ذاتی خصوصیات:

اب آتے ہیں نبی کریم ﷺ کی کچھ ذاتی خصوصیات کی جانب۔ ایک داعی کے لیے ضروری ہے کہ اس کے قول فعل میں تضاد نہ ہو، ورنہ وہ سامنے والے کو حق بات کھل کر نہیں کہہ سکتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بارے میں اس بات کا اقرار تو دشمن بھی کرتے ہیں کہ وہ جو کہتے ہیں، کر دکھاتے ہیں۔ ابی بن خلف کو جب آپ نے برچھے سے ہلکی سی خراش لگائی تو اسے یقین ہو گیا کہ وہ مر جائے گا۔ کہنے لگا: "خدا کی قسم! اگر محمد مجھ پر تھوک بھی دیتے تو میں مر جاتا۔" کیوں کہ آپ علیہ السلام نے اسے مکہ میں دھمکی دی تھی کہ میں تجھے قتل کروں گا۔ اسی طرح آپ نے ابو لہب کے بیٹے کو شدید گستاخی پر بد دعا دی تو اسے بھی یقین ہو گیا تھا کہ وہ مارا جائے گا۔

آپ کی خوش خُلقی یعنی سچائی، ایفائے عہد، زبان کی شائستگی و شیریں کلامی، امانت داری، حسن سلوک، وفا شعاری، فیاضی و سخاوت، ایثار و قربانی، شجاعت و بہادری، صفائی ستھرائی وغیرہ کی مثالیں دشمن بھی دیتے ہیں۔ یہ بات اتنی واضح ہے کہ سورج کی روشنی بھی اس کے مقابلے میں اتنی واضح نہیں ہے۔ اس لیے مثال ذکر کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔

نمازوں کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معمولات

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کے بعد کی مجلس دن خوب روشن ہونے پہ ختم فرماتے، صلوۃ الضحی کے چار یا آٹھ نوافل ادا فرما کر گھر تشریف لے جاتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ ظہر کے بعد بازار میں تشریف لے جاتے، لین دین کے معاملات کا جائزہ لیتے، اگر کوئی ضرورت مند ملتا تو اس کی ضرورت پوری فرماتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عصر کے بعد پابندی کے ساتھ ازواج مطہرات میں سے ایک ایک کے گھر تشریف لے جاتے، حال احوال پوچھتے اور کچھ ہی دیر ٹھہرتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز مغرب کے بعد گھر شب گزاری کے لیے تشریف لے جاتے، باقی ازواج اور مدینہ کی اکثر عورتیں بھی وہاں جمع ہو جاتیں، دینی مسائل کی تعلیم فرماتے۔

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عشاء کے بعد اپنے گھر والوں کے پاس آتے۔ پھر چار رکعات پڑھتے، پھر اپنے بستر کی طرف جاتے اور سو جاتے۔ وضو کا پانی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک کی طرف پاس ہی پڑا ہوتا اور مسواک بھی رکھی ہوتی۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

میمونہ محمد عظیم گھوٹکی (سندھ)

اے حبیبِ کبریاء
محبوبِ ذوالجلال
تو ہے اکمل و کامل
تیری صفات بے مثال

اے شاہ دو جہان
مرتبے میں عالیان
تو ہے فخر انبیاء
تو مجسمہ صافیہ

اے رہبر و مقتدٰی
والضّحٰی والدّجٰی
تو قمر سے ہے اعلٰی
افضل من کل انبیاء

اے رحمت کے بحر
اس امت کے فخر
ہے تو بشیر و مبشّر
اشرف من کل بشر

اے شفیق و مجتبٰی
اے شافع روز جزاء
یہ شفاعت کی طالبہ
اک عاجزہ وناتواں

اے صادق وامین
تو ہی خاتم النبیین
عادات میں حسین
اکمل من الکاملین

اے حبیب کبریاء
محبوب ذوالجلال
تو ہے اکمل و کامل
تیری ذات بے مثال

جشن یا مشن ؟

عاتکہ مشتاق، چکوال

ربیع
اول، بہار اول
کہ جس میں آئے تھے آقا مدنی
صلوعلیہ، صلوعلیہ

ہم سب مسلمان الحمدللہ جانتے ہیں کہ ربیع الاول وہ بابرکت مہینہ ہے کہ جس میں ہمارے پیارے نبی، خاتم الانبیاء، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے اور یہی وہ مہینہ کہ جس میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام اس جہان فانی سے رخصت ہو کر رب کی ازلی وابدی جنتوں کے مہمان ٹھہرے۔

آج ہم ماہ ربیع الاول میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کی خوشی تو مناتے ہیں، گھر، گلیاں، بازار سجاتے ہیں۔ مساجد ومدارس سے عاشقان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعروں اور نعتوں کے ذریعے محبت کے ثبوت کی آوازیں گونجتی ہیں۔ ہم جشن منانے میں مصروف ہوئے، سال بھر اس مہینے کا انتظار کیا لیکن مشن کو بھول گئے کہ آخر رب کے پیارے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا مقصد کیا تھا؟ ان پر قرآن مجید کیوں نازل کیا گیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آخری تیئیس سالہ زندگی اتنی زیادہ مشقتوں اور تکلیفوں میں کیوں گزاری؟ کافروں سے مختلف جنگیں کیوں لڑیں؟ اپنے دانت مبارک کیوں شہید کروائے؟ کفار، یہود، نصاری اور منافقین کے طنز کے تیر کیوں سہے؟ اپنوں اور غیروں کی سختیاں کیوں برداشت کیں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے شاگرد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنی جان، مال، عزت، آبرو اور خاندانوں کی قربانیاں کس لیے دیں؟ کیا اس لیے کہ آنے والے مسلمان سال بھر تو دین پر عمل نہ کریں، اپنے 5 سے 6 فٹ کے جسم کو تو اللہ کے حکم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق نہ سجائیں، سال بھر مسجدوں کا رخ نہ کریں، خواتین بے پردہ گھومیں، گھروں میں دینی نظام تو نافذ نہ کریں مگر ربیع الاول کے مہینے میں خود کو عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثابت کرنے کے لیے ہر بدعت اور ہندوانہ رسوم و رواج سے بھی پیچھے نہ ہٹیں۔ ہر سال ربیع الاول میں جشن ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مناتے ہوئے ایک نئی بدعت پیدا ہوتی ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ "ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔ (الحدیث)

اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ آپ نے جشن والا بننا ہے یا مشن والا؟ اللہ رب العزت ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کا جھنڈا کما حقہ تھامنے اور اس کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اللھم آمین

حب رسول ﷺ کے تقاضے

رباب عبدالوہاب سکھر

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آئے اور آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے لگے قیامت کب آئے گی؟ فرمایا: تونے قیامت کے لیے کیا تیار کرر کھاہے؟

عرض کرنے لگے: اے اللہ کے حبیب! میں نے کوئی نماز اور روزے تو زیادہ تیار نہیں کئے "لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو اسی کے ساتھ ہو گا جس سے تجھے محبت ہو گی"

ایک جگہ فرمایا: "بندہ اسی کے سائے تھ ہو گا جس سے اس کو محبت ہو گی۔"

صحابہ رضی اللہ عنھم فرماتے ہیں کہ اس حدیث مبارکہ کو سن کر ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ کسی اور بات سے ہمیں زندگی میں ایسی خوشی نہیں ہوئی تھی چونکہ ان کو ایک سند مل گئی کہ آقا ﷺ کے ساتھ جب اتنی محبت ہے تو اب قیامت میں اللہ رب العزت اپنے حبیب ﷺ کے قدموں میں ہمیں جگہ عطا فرمادیں گے

اگلی بات یہ کہ اس محبت کے تقاضے کیا ہیں؟

دل میں نبی کریم ص ﷺ کی عزت و توقیر ہو۔ نبی کریم ﷺ سے آواز بلند نہ کرنا۔ نبی کریم ﷺ کی نسبتوں کا احترام کرنا۔ (یعنی مکہ اور مدینہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت رکھنے والی جتنی چیزیں ہیں ان کا بھی اکرام کریں)

اہل بیت اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ محبت ہو۔ تعلیمات نبوی ﷺ پر عمل کرنا۔ نبی کریم ﷺ سے بغض رکھنے والے سے بغض ہونا۔ نبی کریم ﷺ کا ذکر کثرت سے کرنا۔ شوق ملاقات۔ نبی کریم ﷺ کی امت کا غم۔ جس طرح نبی ﷺ کو امت سے محبت وشفقت تھی اسی طرح جس کو نبی ﷺ سے محبت ہو گی وہ بھی امت کے ساتھ رحمت والا بن جا گا۔ حضور اکرم ﷺ کا اپنی امت کے لئے کیا غم تھا۔ رات کا وقت ہے، حجرہ ہے، ایک ہستی سجدے میں گری بھیگی آنکھوں سے بار بار پکار رہی ہے یارب امتی! یارب امتی!

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں

میرے آقا ﷺ نے اتنا لمبا سجدہ کیا کہ یہ وہم گزرا کہ کہیں روح پرواز تو نہیں کر گئی، میں قریب آ، میں نے پاؤں کے انگوٹھے کو ہلا کر دیکھا۔

نبی ﷺ کے اوپر کثرت سے درود شریف پڑھنا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کہ قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ ہو گا" جو مجھ پر سب سے زیادہ درود شریف پڑھنے والا ہو گا۔"

عید میلاد النبی ﷺ کی حثیت قران وحدیث اور تاریخ کی روشنی میں

نازیہ خلیل

ماہ ربیع الاول کی 12 تاریخ جمہور علماء کے نزدیک ہمارے پیارے آقا خاتم النبیئین, شفیع المذنبین, رحمۃ للعالمین حضرت محمد ﷺ کا یوم ولادت ہے۔عالم اسلام کے بہت بڑے حصے میں یہ دن ایک "یومِ مخصوص" کے طور پر منایا جاتا ہے۔ برصغیر پاک وہند میں امتِ مسلمہ خصوصاً اس دن کو نہایت جوش و خروش سے مناتی ہے۔ عجم کے اس وسیع علاقے میں اسلام چونکہ کثیر المذاہب آبادیوں کے درمیان پروان چڑھا جسکے سبب ہندو, بدھ مت, عسائیت اور سکھ سماجی روایات کے اثرات اسلام کے معاشرتی نظام میں خلط ملط ہو گئے اور اسلامی سماج و معاشرے کی کھری تصویر کبھی نہی بن پائے۔اس خطے میں آباد دیگر اقوام میں یومِ ولادت سے وابستہ خوشیوں کے اظہار کے پر کشش طریقوں اور رسومات کے زیرِ اثر ولادتِ نبی ﷺ کی خوشی کے اظہار کے طریقے پرانی روش کو ذرا سا مسلمان کر کے وضع کر لیے گئے جسکی روح میں وہی طمطراق اور شور و غل نظر آتا ہے۔ نعت خوانی کی محافل کہ جس میں اب ایکو سسٹم پر نعت خواں عموماً مقبول فلمی طرزوں پر نعتخوانی کرتے نظر آتے ہیں۔ اب تو بعض مساجد میں باقاعدہ ہی بر تھ ڈے کے غباروں سے سجاوٹ کی جاتی ہے اور شرکاء کی کیک سے ضیافت بھی۔اس دن جلوسوں کا اہتمام کیا جاتا ہے ہر مسجد کے خطیب اپنی ٹولی کے ہمراہ خطابت اور نعتیہ کلام سے روحوں کو گرماتے ہیں۔ کچھ منچلے سمع خراش باجوں سے شرکاء جلوس کے جوش کو اور مہمیز کرتے نظر آتے ہیں۔ لنگر کے نام پر رزق کی تھیلیاں کچھ شرکاء کے ہاتھ اور کچھ سڑک کی نظر ہو جاتی ہیں۔ چونکہ موقع خوشی کا ہے لہٰذا اس دن کے لئے ایک موزوں عربی اصطلاح "عید میلاد النبی" وضع کر لی گئی ہے۔

آئیں ہم جائزہ لیں کہ قران وحدیث اور تاریخ اسلام اس دن کی حرمت پر کیا روشنی ڈالتے ہیں۔

سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 67 میں اللہ کا ارشاد ہے کہ: "اے رسول جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اسکی تبلیغ کرو اور اگر ایسا نہی کرو گے تو (اسکا مطلب یہ ہو گا کہ) تم نے اللہ کا پیغام نہی پہنچایا۔ اور اللہ تمہیں لوگوں (کی سازشوں) سے بچا گا۔ یقین رکھو کہ اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہی دیتا۔"

اسی طرح سورۃ المائدہ ہی کی آیت نمبر 3 میں اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے کہ "آج میں نے تمہارے لیے دین مکمل کر دیا, تم پر اپنی نعمت پوری کر دی, اور تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر (ہمیشہ کیلئے) پسند کر لیا"

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ
"جس نے دین میں کوئی نیا کام ایجاد کیا اور اسے اچھا سمجھا
اسنے یہ گمان کیا کہ حضرت محمد ﷺ نے رسالت میں
خیانت کی۔(السنن) نعوذو باللہ
سنن نسائی حدیث 1579 اور صحیح مسلم
حدیث 867 کا مفہوم:
"بلاشبہ سب سے سچی بات اللہ تعالی کی کتاب
ہے اور بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور بدترین
کام وہ ہیں جنہیں (شریعت میں) اپنی طرف سے جاری
کیا گیا۔ ہر ایسا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور
ہر گمراہی آگ میں لے جائے گی"
گویا قران وحدیث کی روشنی میں یہ طے ہو گیا
کہ جتنا دین ہمیں پیغمبر اسلام ﷺ سے پہنچا ہے وہی
دینِ اسلام ہے اپنی طرف سے دین میں جدت گمراہی
ہے اور اسکے مرتکب کا ٹھکانا جہنم ہے۔
ولادتِ نبی ﷺ کے منانے والوں کا دعوہ
ہے کہ یہ عمل حُبِ رسول میں کیا جاتا ہے تو عرض ہے
کہ حُبِ رسول طاعت رسول میں مضمر ہے وہ بھی ساری
زندگی کی اطاعت و گرنا یہ چند رسومات کے سوا کچھ نہی
اور اگر انہیں دین سمجھ کر کیا جا تو نادانی اور کم علمی میں
ثواب کے بجائے کسب گناہ کا مرتکب ٹھہرتا ہے۔
اب ایک نظر تاریخ پر بھی ڈال لیں کہ بعثتِ
رسالت سے تابعین وتبعہ تابعین کے ادوار تک یہ "یوم"
کسطرح منایا جاتا رہا۔
رسول اکرم ﷺ کو 40 سال کی عمر میں
نبوت عطا ہوئی۔ بعد نبوت 23 مرتبہ یہ دن آپکی زندگی
میں آیا۔ مگر کبھی یہ دن آپ, آپکے اصحاب یا اہل بیت
نے کسی اضافی رسومات کے ساتھ نہی منایا۔ خلیفہِ اول
حضرت ابو بکر رض کی زندگی میں 11 تا 13 ہجری میں
بحیثیت خلیفہ اول یہ دن 2 مرتبہ آپکی زندگی میں
آیا۔ حضرت عمر رض کے دور خلافت 13 تا 24 ہجری
میں یہ دن 10 مرتبہ آیا۔ حضرت عثمان رض کے دور
خلافت میں 24 تا 35 ہجری میں یہ دن 11 مرتبہ
آیا۔ اسیطرح 35 تا 40 ہجری میں دور خلافت حضرت
علی رض میں یہ دن 5 مرتبہ آیا۔ آخری صحابی 110
ہجری میں فوت ہو یہ دن کبھی اصحاب نبی نے کسی
خاص اہتمام سے نہی منایا حالانکہ نبی ﷺ سے محبت
کے حقیقی دعویدار یہی اصحاب تھے۔ اسی طرح آخری
تابعی 180 ہجری میں فوت ہوئے اسوقت تک
میلاد النبی کا کوئی ثبوت تاریخ میں درج نہی۔ آئمہ اربع
میں آخری امام احمد بن حنبل رح 241 ہجری میں فوت
ہوئے اسوقت تک دین اس بدعت سے دور تھا۔ تاریخ
میں پہلی بار اس رسم کا اجراء 603 ہجری میں ملک
المعظم مظفر کو کبوری نے کیا (تاریخ ابن خلکان)۔ عجم
میں اسکا چلن عام ہوا اور عروج ملا۔
وآخر دعوانا أن الحمد للہِ ربِّ العالمین

آپ کا تبصرہ

ماشاءاللہ، سبحان اللہ۔ بہت خوبصورت سرپرائز فاطمہ۔ یہ نعت میں نے ایک سال پہلے سینڈ کی تھی۔اور بھول چکی تھی۔ آج اچانک دیکھ کر بہت اچھا لگا۔

اکیس صفحات پر مشتمل میگزین "پیام حیا" کا مختصر جائزہ لیا۔یقین جانو فاطمہ صفحات کی تزئین و ترتیب اس قدر دلکش لگی کہ بے ساختہ سبحان اللہ کہہ اٹھی۔ صفحات پلٹنے کا انداز بھی بہت خوبصورت ہے۔ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین ثم آمین اللہ کامیاب کرے۔
آمین ثم آمین (ریحان اعجاز)

ماشاءاللہ لا قوۃالا باللہ بہت خوب اللھم زد فزد۔ڈیزائن اور تحاریر بہت عمدہ ہیں۔مولانا اساعیل ریحان صاحب کی تحریر تو رسالے کی جان ہے۔باقی خواتین نے بھی محنت کی ہے ماشاءاللہ۔ڈیزائننگ میں ایک چیز سے اختلاف ہے کہ تحاریر کو فونٹ عمدہ نہیں ہے۔ کہیں کہیں سے کٹا ہوا ہے۔(عبدالصبور شاکر

کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان پر پہلی نظر پڑتے ہی دل عش عش کر اٹھتا ہے ایسے ہی چند دن پہلے پیام حیاء میگزین پر نظر پڑی تو سرورق پر نظر پڑتے ہی دل مدینہ پہنچ گیا ایسا دلکش سرورق ڈیزائن کیا گیا کہ دیکھتے ہی پورے رسالے کو پڑھنے کا اشتیاق پیدا ہوا تو جوں رسالہ پڑھتا جارہا تھا اور ہر ورق پر لفظوں کی موتی بکھر رہے تھے وہیں ہر صفحہ آب وتاب کے ساتھ دلکش ڈیزائننگ کا منظر پیش کررہا تھا ایک مضمون کے ساتھ دوسرا مضمون ایسے جڑا ہوا تھا جیسے تسبیح کے دانے جڑے ہوتے ہیں۔بہت مستحق ہیں ادارے کے لوگ جو دن رات محنت کرکے ایسا شاندار میگزین ہمارے ہاتھ دیتے ہیں۔پوری ٹیم قابل تحسین ہیں ایڈمن سے لے کر گرافکس ڈیزائنر تک ہر ایک فرد اپنی بھرپور صلاحیتوں سے اس میگزین کو چار چاند لگائے ہوئے ہیں۔اللہ تعالی اس ادارے کو اس کے متعلقین و متعلقات کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔آمین ثم آمین۔(ابواُمامہ)

شمارہ نمبر 30 بہت زبردست رہا۔ماشاءاللہ بارک اللہ فی عمرک وعملک وعلمک (زینب نعیم)

ماشاءاللہ بہت خوب اللہ پاک آپ کی اس محنت کو قبول فرمائے ساتھ میں ترقی بھی نصیب فرمائے۔ہر اعتبار سے بہت اعلی میگزین ہے۔(نصیر احمد)